

حافظ راشد الحق
ایگزیکٹو ایڈیٹر ماہنامہ الحق

سفر علم و آگہی

”الحق“ ماضی حال اور استقبال کے آئینہ میں
فرقِ باطلہ کا تعاقب !
(۲)

قادیانیت | گذشتہ قسط میں ہم نے الحق کے تیس سال مکمل ہونے کے حوالے سے اس کے مندرجات کے متعلق مختصر اجمالی تذکرہ کیا تھا اب آئیے ذرا تفصیلاً اس کا ایک جائزہ لیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے الحق اور فرقِ باطلہ کے تعاقب کے بارے میں ایک مختصر خاکہ پیش خدمت ہے چونکہ الحق کے مہم ترین مقاصد اور فرائض میں سے ایک اہم ذمہ داری یہ بھی شامل ہے کہ اعداء اسلام کی ریشہ و اینوں اور سازشوں کا ہر محاذ پر مقابلہ کیا جائے، اور مسلمانوں کو ان کے مکروہ عزائم سے آگاہ کیا جائے اور انہیں اللہ کے مقامِ شکر ہے کہ الحق نے بطریقہ احسن یہ ذمہ داری بھی انجام دی۔

دراصل اسلام کے ابتدائی دنوں میں ہی مختلف فرقِ باطلہ نے اپنی مکروہ سازشوں اور فریب کاریوں کا جال بنتا شروع کر دیا تھا اور شروع ہی سے ان کی یہ کوششیں رہیں کہ کسی طرح سے بھی نصرِ اسلام میں نقب لگا سکیں اور کسی بھی صورت اس کی شانِ عظمت اور وقار کو دھندلایا جاسکے۔ اور اس مقصد کے حصول کے لیے ان دجالی فتنوں، شیطانی تحریکات اور ائمہ تبلیس نے ببادۂ اسلام میں مقدس دین اور امت مسلمہ کو شرفِ فساد و تفرقہ بازی اور ملیح سازی اور دجل و تبلیس فریب و ریا کے ہتھکنڈوں سے اسلام کے مضبوط حصار میں دراڑیں اور شکاف پیدا کرنے کی ناپاک کوششیں کیں۔ چنانچہ ہر دور میں انہی فتنوں کی سرکوبی کے لیے قدرتِ حق نے رجالِ کار اور مردانِ باصفا پیدا کیے جن کی انتھک کوششوں اور شبانہ روز مساعی سے ان فتنوں کے عزائم اور افکارِ خبیثہ امت مسلمہ کے سامنے طشتِ ازبام ہو گئے اور ان کے اسلام کے خلاف سارے منصوبے اور سازشیں تارِ عنکبوت ثابت ہوئے اور ان فتنوں کا ٹڈی دل جو کہ ایک سیلابِ بلا سے کم نہیں تھا۔ گلشنِ اسلام کی تروتازگی و شادابی کو پڑا مردہ نہ کر سکا۔

چنانچہ اسی سلسلے میں ہم جھوٹے مدعیانِ نبوت کے بارے میں کچھ عرض کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

ارشاد گرامی ہے کہ سیکون فی امتی ثلوثون دجالون کذابون (الحديث) کہ عنقریب میری امت میں تینس^۲ و جال اور کذاب پیدا ہوں گے، اور آنحضرتؐ کی اسی پیشگوئی کے مطابق جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسلمان کذاب نے باقاعدہ اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور ایک کثیر تعداد میں لوگ اس کے زیر اثر آگئے تو ظاہر ہے کہ اس عظیم فتنہ کو دباننا ضروری تھا اسی مقصد کی خاطر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس دجالی فتنہ کے خلاف بھرپور جہاد کیا۔ چنانچہ آپ کے اس بروقت اقدام کی وجہ سے یہ فتنہ سر د کر دیا گیا۔ اور مسلم کذاب کو حضرت وحشی ابن حرب نے واصل پہنچا دیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک یہ فتنہ نہ نئے روپ میں اور بھی بدل کر مختلف انداز میں سر اُبھارتا رہا ہے۔

انہی ائمہ تبیس، مسلم کذاب، ابن سبا اور دیگر دجالین کے ٹولے کے ایک اور گندی ذریت فاسدہ لعین مرزا غلام احمد قادیانی اپنے سلوف کے دگر چلتے ہوئے پھر عقیدہ ختم نبوت کا انکار کیا۔ اور انگریزوں کے اسی تربیت یافتہ کلبِ معلّم نے اسلام کی حقانیت اور عقیدہ ختم نبوت کے بدرِ کامل کی بڑھتی ہوئی روشنی کو دیکھ کر فطرتاً بھونکنا شروع کر دیا۔ لیکن عَوَاءِ الْکَلْبِ لَا یُظْلَمُ الْبَدَنُ کے مصداق فخر ختم نبوت میں اس کی نقب زنی کی یہ واردات کامیاب نہ ہو سکی اور بقول غالب۔

آپ اپنی آگ کے حسن و خاشاک ہو گئے۔ مَوْتُوا بَعِیْظُکُمْ

چنانچہ جریدہ الحق میں وقتاً فوقتاً امت مسلمہ کی روح کی اسی ناسور اور نبوت محمدیؐ کے خلاف اس عالمی صیہونی سازش قادیانیت اور اس فتنہ کا وسیعہ کاریوں اور فتنہ سازیوں کی قلمی کھول دی گئی ہے۔ چاہے اس پر علمی انداز میں رد ہو یا ان کے فرسودہ اور خود ساختہ دلائل کی پیچ کنی ہو۔ یا سیاسی لہجہ میں اس فتنہ کے عالم اسلام کے خلاف سازشیں ہوں۔ تو اس موضوع پر الحق میں انتہائی ٹھوس اہم اور مفید کام ہوا ہے اور انہی مقالات و مضامین کے سلسلہ میں جناب ابو مدثرہ کے مضامین جب الحق کے صفحات پر آئے۔ تو اس کے ٹھوس دلائل اور مضبوط و محکم شواہد کا ان قادیانی ملح سازوں کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ اور پھر وہی مضامین قادیان سے اسرائیل تک نامی کتابی شکل میں آئے۔ تو بھول نبوت کے دعویداروں کے صفوں میں کھلبلی مچ گئی۔ اور آج تک وہ لوگ اس کا جواب نہ دے سکے۔

نہ خبیر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

اور پھر جب تمام مسلمانوں کو اسی فتنہ کی زیر افشانی کا علم ہوا تو ہر طرف سے اس قادیانی شجرہ خبیثہ کو بیج دین سے اکھڑنے اور اس کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ شروع ہوا۔ چنانچہ والد محترم مدظلہ نے اسی ضمن اور تناظر میں یہ روح پرور اور ایمان افروز زوردار یہ بعنوان مطالبہ اقلیت ایک

سرسری جائزہ لکھا۔ اس طویل اور پر مغز اداریہ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

”پاکستان کے نئے دستور میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیثیت خاتم النبیین بطور آخری نبی کے ایک حقیقت تسلیم کر لی گئی ہے۔ اس دستور کی تکمیل کے تین ہفتے بعد کشمیر کی وادیوں سے ایک روح پرور آواز اٹھی اور سارے فضائے بسیط میں پھیل گئی۔ پاکستان کی سرزمین اس آوازِ حق سے گونج اٹھی، باطل کے در و دیوار لرز اٹھے، کفر تھرا گیا اور جعلی نبوت کے ظلمتکدوں کی تاریکی اور بڑھ گئی۔ یہ آزاد کشمیر اسمبلی کی ایمان میں ڈوبی ہوئی آواز تھی۔ یہ حرارتِ ایمانی اور حمیتِ ناموسِ رسالت کی ترجمانی کرنے والا فیصلہ تھا جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اعلانِ حق کیا گیا تھا۔ اس خبر کے پھیلنے ہی اسلامیانِ پاکستان میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ اس جرات مندانہ اور مومنانہ فیصلہ پر آزاد کشمیر اسمبلی اور صدر آزاد کشمیر سردار عبدالایوب خان کو بے پناہ خراج تحسین پیش کیا گیا کہ ایسا کرنا ایمان کا تقاضا تھا۔ مگر جس کے دل اس روشنی سے محروم نہ تھے اور جن کا باطن ناموسِ رسالت پر مرٹنے کے جذبات سے عاری تھا اور جو آنکھوں کے نہیں مگردلوں کے اندر تھے۔ ان کے غرمنِ دجل و تبیس پر یہ قرارِ داد ایک صاعقہ بن کر گری۔ ان کی سازشوں کا سلسلہ تیز سے تیز تر اور گہرا ہوتا چلا گیا۔ آزاد کشمیر کی حکومت اس ”جرم“ کی پاداش میں معزول کی جا چکی ہوتی اگر ملتِ مسلمہ کا اندرِ فدایت اور ناموسِ رسالت پر مرٹنے والے عزائم اس منصوبے کے آرٹے نہ آتے۔

جن لوگوں کو یہ فیصلہ ناگوار گزرا ہے ان کی حقیقت سردار عبدالقیوم خان ہی کے ان الفاظ سے معلوم کی جا سکتی ہے۔ جو انہوں نے مرکزی وزیر داخلہ عبدالقیوم خان کے نام ایک تفصیلی مکتوب میں لکھے اور کہا کہ ”در اصل بات میرے خلاف الزامات کی نہیں بلکہ آپ حضرات کو تکلیف اس امر کی ہے کہ میں یہاں آزاد کشمیر میں اسلام، قوانین کا نفاذ تیزی سے کیوں کر رہا ہوں۔ اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی توفیق کا مجھ سے مطالبہ ہو رہا ہے غالباً قادیانیوں کی بھی آپ کو اتنی پریشانی نہیں جتنی اسلامی نظام کے نفاذ کی ہے۔“

بہر حال یہ مسئلہ صرف آزاد کشمیر کا نہیں، صرف برصغیر کا نہیں نہ صرف عالم اسلام کا ہے، بلکہ روئے زمین پر بسنے والے محمد عربیؐ کے ہر نام لیوا امتی اور دربارِ رسالت کی چوکھٹ سے نسبت رکھنے والے ہر ادنیٰ سے ادنیٰ غلام کا ہے ”قادیانی مسلم نزاع“ جتنا بھی وقتی طور پر دبا دیا جائے گا۔ اتنا ہی شدت سے یہ امت کے اساسی تصورِ ایمان اور تصورِ رسالت کی وجہ سے مسلمانوں کو دعوتِ فکر و عمل دیتا رہے گا۔ اسلام کے قطعی معقولات قرآن و سنت کی متواتر تعلیمات، نبی کریمؐ سے عشق و محبت، رسولِ عربیؐ سے نسبتِ غلامی، اسلاف کے انما فیصلے اور ملی اتحاد و یکجہتی کی حفاظت اور اس طرح کے ہزاروں ملی، دینی، سیاسی اور معاشرتی تقاضے ہیں انہیں کریں گے کہ ہم ایک بار اٹھ کر اس ”نبوتِ کاذبہ“ کے سارے نشانات ایک ایک کر کے مٹا دیں۔ اسلامی بیداری

کر دنیا میں پھیلنے والے اس دجالی کفر کو جب تک پوری طرح ٹھکانے نہ لگایا جائے گا قادیانیت پوری امت کے لیے ایک چیلنج بنی رہے گی، اور محمد عربیؐ کی پوری امت اپنے محبوب پیغمبر کے سامنے سرخرو نہیں ہو سکے گی۔ قرآن ہمیں ایسے معاملات میں وقائع ہم حتیٰ لا تكون فتنة ویکون الدین کلہ للہ کا حکم دیتا ہے جو لوگ اس بارہ میں رواداری اور وسیع النظری کا مطالبہ کرتے ہیں اور جو ایسی باتوں کو تنگ نظری اور فرقہ واریت سمجھتے ہیں وہ ایمان کی حقیقت سے کوسوں دور ہیں اور ہزار بار دعویٰ ایمان و اسلام کے باوجود خدا کی نگاہ میں ان کی وقعت سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل وحشی کے پیشاب کے قطرے کے برابر بھی نہیں جس نے نبی کریمؐ کی دلازاری کا کفارہ اپنے وقت کے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کو تہ تیغ کرنے کی شکل میں دیا اور جب تک اس ملعون کو جہنم رسید نہ کیا اس وقت تک خدا کی رحمت و مغفرت کے اسیدوار نہ بن سکے۔

تعجب ہے کہ بعض لوگ قادیانیوں کے بارہ میں مسلمانوں کے مطالبہ اقلیت پر بھی چین بچین ہو جاتے ہیں حالانکہ یہاں مسئلہ کفر و اسلام کا نہیں، اسلام اور ارتداد کا تھا اور پوری اسلامی تاریخ میں ایسے لوگوں کو سزا قتل سے کم ہرگز نہ تھی اسے مسلمانوں کی رواداری کہتے یا مجبوریاں کہ وہ قادیانیوں کے بارہ میں انہیں اقلیت قرار دینے کا کم تر درجہ مطالبہ کرتے ہیں۔

تو آئیے! ہم اس اقلیت کے مطالبہ کا ایک سرسری جائزہ لیں۔ جہاں تک اقلیت کا مسئلہ ہے۔

دین و دنیا کے ہر شعبے میں علیحدہ امت ہونے کا اعلان

قادیانیوں کا بحیثیت ایک
انگ اور متوازی امت ہونے

کے یہ نہ صرف ایک بدیہی حقیقت ہے۔ بلکہ خود مرزائیت اپنی تمام تر تعلیمات و اعمال میں نہ صرف ایک متوازی امت ہونے کا اعتراف کرتی ہے بلکہ اپنے پیروؤں کو عبادات، معاملات، معاشرت دین و دنیا ہر شعبہ زندگی میں اس علیحدہ جداگانہ شخص کی تلقین و تاکید کرتی چلی آ رہی ہے۔ اور اس دائرہ سے باہر تمام غیر مرزائی مسلمانوں کو ایک علیحدہ امت اور انگ گروہ کہنے اور سمجھنے کے ہزاروں شواہد ہمارے پاس موجود ہیں۔ مرزا غلام احمد نے کہا ہے کہ ”ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہ کیا، وہ مسلمان نہیں ہے“۔ ”تشیخ الاذہان جلد ۲ ص ۱۲۵) اور کہا کہ میری بیعت میں توقف کرنے والا بھی کافر ہے (قادیانی قول و فعل ایسا برنی ص ۱) ان کے خلیفہ نے ایک قدم آگے بڑھ کر یہاں تک اعلان کیا کہ — مرزا کی دعوت قبول نہ کرنے والے خواہ انہوں نے مرزا کا نام تک بھی نہ سنا ہو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں (ص ۱) ان کا انکار موجب غضب الہی اور لعنہ ہے (ص ۱) ایسے لوگ خدا و رسولؐ کے نافرمان اور جہنمی ہیں (ص ۱) اپنے نہ ماننے والوں کو مرزا کیسے

”پاکیزہ“ القاب سے نواز کر کتاب ہے۔ کل مؤمن یقتبلی الا ذریۃ البغایا — میرے مخالف جنگلوں کے سوا ہو گئے ان کی عورتیں کٹیوں سے بڑھ گئیں (نجم المدی ص ۵۳) ہماری فتح کا قائل نہ ہونے والا دلدارنا ہے، حلال زادہ نہیں۔

مرزا کے خلیفہ اور فرزند محمود احمد نے قادیانیت کے نمائندہ کی حیثیت سے گورداسپور کی عدالت میں کس۔ کسی ایک نبی کا انکار بھی کھڑا ہے اس لیے (غیر احمدی کافر ہیں) (افضل ۲۶ جون ۱۹۲۲ء) قادیانیت کے عالمی ترجمان ظفر اللہ خان کا محمد علی جناح صاحب کے نماز جنازہ کا انکار کس کو معلوم نہیں۔ اور جب پوچھا گیا تو ظفر اللہ نے کہا کہ مجھے کافر حکومت کا مسلمان لازم سمجھئے یا مسلمان حکومت کا کافر لازم — مسٹر جناح سے بہت پہلے اسی ظفر اللہ نے اپنے ایک اور محسن سرفضل حسین کے جنازہ سے بھی یہی سلوک کیا اور وہ دور ہندو سکھوں کے ساتھ الگ کھڑے رہے (قادیانی قول و فعل ص ۲۳) یہی نہیں بلکہ جب بھی مرزائیوں کے موقف کی ترجمانی کی ضرورت ہوئی، ظفر اللہ نے عدالت میں بھی اس موقف کی تائید کی کہ وہ غیر احمدیوں کو کافر کہتے ہیں۔ (ص ۱۹)

ابھی پچھلے سال ایم ایم احمد نے اپنے اوپر قاتلانہ حملہ کے مقدمہ میں مرزائیوں کے اسی موقف کو بڑی ڈھٹائی سے دہرایا اور جنازہ کے مسئلہ میں ظفر اللہ کے موقف کی بھی تصویب کی — مسلمانوں کے بارہ میں مرزائیوں کا یہ موقف اتنا کھلا اور واضح ہے کہ ۱۹۵۴ء کی میٹرائوٹری نے بھی ہزار بددیانتی اور جانبدارانہ رویہ کے باوجود اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ — ہم نے اس بارہ میں احمدیوں کے بے شمار اعلانات دیکھے ہیں اور ہمارے لیے اس کی کوئی تعبیر سوائے اس کے ممکن نہیں کہ مرزا کے نہ ماننے والے ان کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (رپورٹ ص ۲۱۲)

یہ تو مسلمانوں کے بارہ میں ان کا اصولی طرز عمل ہوا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں سے ایک الگ اور حیرانگاہ امت سمجھنے لگے آگے اس اصولی موقف کو قائم رکھنے کے لیے دین و دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جس میں مرزائیوں نے مسلمانوں سے الگ تشخص قائم رکھنے کی تلقین نہ کی ہو۔ (اسلام اور عصر حاضر ص ۳۳۶)

یہی وجہ ہے کہ ان اداریوں اور اسی فرقہ کے متعلق تحقیقی مضامین نے مسلمانوں میں ایک جوش نیا دلوں اور اس شیطانی و طاغوتی قوت کے خلاف ایک تحریک بپا کی اور کٹھن میں قادیانیت کے خلاف ملک گیر تحریک اٹھی۔ جس میں بالآخر مسلمانان ملت کی قربانیاں رنگ لائیں۔ اور اسی شجرۂ حبشہ کو امت مسلمہ سے باہر پھینک دیا گیا۔ اور یہ فرقہ غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

کے بہت بے ابرو دھوکہ ترے کوچے سے ہم نکلے

اور پھر جب قادیانیت اور امت مسلمہ کا موقف نامی کتاب کی ترتیب و تدوین کا موقعہ آیا تو والد صاحب مدظلہ نے اس میں بھرپور حصہ لیا اور یہی مسودہ قومی اسمبلی کے فورم پر سنایا گیا۔ جس میں حضرت مولانا مفتی محمود داداجان حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ، مولانا غلام غوث ہزاروی وغیرہم کا کردار نمایاں تھا۔ اس تاریخی فتح مبین پر الحق رمضان ۱۳۹۲ھ میں والد صاحب مدظلہ ایڈیٹر الحق نے یہ پرجوش ادارتی نقش آغاز تحریر فرمایا۔

۱۷ ستمبر کا تاریخی اور اسلامی فیصلہ

۱۷ ستمبر ۱۹۷۷ء کی شام کو اس اٹکھنٹ کے قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ کا جو عظیم اور مبارک فیصلہ ہوتے دیکھا اس کے تاثرات اور احاسات کے اظہار سے قطعی طور پر اپنے آپ کو عاجز پاتا ہوں، میرے سامنے وہ نازک لمحات گزر رہے تھے جن کا تقریباً پون صدی سے ملت مسلمہ کو انتظار رہا۔ کتنے اہل اللہ تھے جن کی نیندیں میلہ پنجاب علیہ ما علیہ کی فتنہ سامانیوں کو دیکھ دیکھ کر حرام ہو گئیں تھیں۔ کتنے اکابر علم و فضل اور مردانِ بحث و تحقیق تھے۔ جن کی علم و فکر کی ساری قوتیں اس راہ میں خرچ ہوئیں۔ کتنے اصحاب عشق و عزیمت تھے، جنہوں نے شہنشاہِ دو عالم کی بارگاہ میں سرخروئی پانے کے لیے اپنی جانیں لیلائے ناموس ختم نبوت پر ٹا دیں۔ کتنے ارباب جہد و جہاد تھے جنہوں نے کھلے دل اور کشادہ پیشانی سے اس راہ کی ہر قید و بند کی صعوبتوں کو گلے سے لگایا۔

روئے کشادہ باید و پیشانی فراخ آنجا کہ بطمہ ہائے ید اللہ زند

کتنے اعظم صدق و صفا تھے جنہوں نے وصیتیں کیں کہ اگر ایسا یوم مسعود اور فتح مبین دیکھنا نصیب ہو جائے تو ہماری قبروں پر اگر مژدہ سنا دیا جائے۔ آج علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ارواح خوشی سے جھوم اٹھی ہیں۔ وہ دیکھو اقبالؒ، ظفر علی خانؒ اور الیاسؒ کی کتنے شاداں و فرحاں ہیں۔ ثناء اللہ امرتسریؒ کی سرخروئی میں اور بھی اضافہ ہو چکا ہے۔ پیر مرعلی شاہؒ اور محمد علی مونگیریؒ کی غائقاہیں جگمگا اٹھی ہیں۔

جب کہ وہ خاتم النبیینؐ ہیں تو سارے ادیان و ملل، احکام و فرامین اور دستاویز

ختم نبوت کا منطقی مطالبہ

قوانین کا بھی اسی پر خاتمہ ہو چکا ہے۔ یہی ختم نبوت کا مطالبہ ہے۔ اب

ساری تہذیب، سارے ازم اور سارے تمدن اس کے مدنی تمدن کے سامنے مٹ چکے ہیں۔

آج کے اس عظیم اور بے مثال فیصلہ پر پوری ملت کی طرح میری خوشیوں اور مسرتوں کی انتہا نہیں۔ میں اپنے آپ کو اس احساسِ حمد و ثنا اور ان جذباتِ مسرت وابتہاج کے اظہار سے قطعی عاجز پاتا ہوں۔ پھر بھی

جذبات کے طوفان میں رُواں رُواں خدا ئے رب العالمین کا احسان مند اور شکر گزار رہنا چاہیے۔
میرے عزیز قارئین! خدا را مجھے بتائیے، میں ان لامحدود اور غیر فانی مسرتوں کو اپنے محدود اور ٹوٹے پھوٹے
الفاظ میں کیسے سمیٹ سکتا ہوں۔؟

الحمد لله الذي نصر عبده وانجز وعده وهزم الاحزاب وحده هو الذي ارسل
رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله وكفى بالله شهيداً — اللهم لك الحمد
ملا السموات والارض لا نحصى ثناءً عليك انت كما اثنيت على نفسك۔

الصلوة والسلام عليك يا امام المرسلين يا قائد الخير يا نبى الرحمة يا نبى الانبياء
يا امام الرشيد والهدى نفديك باباً نادوا ولدنا واردا احنا يا سيد المرسلين۔ واللہ يقول
لحق وهو يهدي السبيل۔ (۱۰ رمضان سنہ ۱۴۰۵ھ / اسلام اور عصر حاضر ص ۲۳۶)

بلاشبہ الحق کے وقیع متین اور پروقار مشن اور صحافتی و سیاسی و علمی انداز نے بہت سے قاریانیوں
کو اپنے موقف پر نظر ثانی پر مجبور کیا اور بہت سے لوگ جو کہ اس دام ہمزنگِ زمین میں پھنس گئے تھے۔

ع۔ دام ہمزنگِ زمین بود گرفتار شدم

بتوفیق ایزدی اس جال اور شیطانی دلدل سے نکل گئے کیونکہ الحق نے جذبات کج بجائے ایک
ٹھوس علمی انداز اپنایا اور سینکڑوں صفحات پر شتمل مضامین و مقالات اس شجرۂ خبیثہ اور انگریز کے اس بحمفہ
کی بیج کنی اور اس فرنگی پودے کی تار و پود اکھڑنے میں صرف کیے۔

مثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ اجتثت من فوق الارض ما بها من قرار۔
(جاری ہے)

اعتذار!

حضرت مولانا شہاب الدین ندوی مدظلہ کے مضمون ”زکوٰۃ کا اجتماعی نظام“
کی تیسری اور آخری قسط کتابت نہ ہو سکنے کے سبب اس شمارے
میں شامل نہ ہو سکی لہذا قارئین اسے آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمادیں!
(ادارہ)